

عورتوں کی جماعت تراویح، نمازِ عیدین اور جمعہ میں شرکت کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ عورتوں کے لیے نماز عید، جمعہ میں شرکت اور تراویح کی جماعت کرانا یا اس میں شرکت کرنا شریعت اسلامیہ میں کیسا ہے؟ (سائل: کلیم اللہ رحیمی، قیصر حنیف ایوب کالونی۔ ڈاکٹر محمد آصف گلغشاں کالونی فیصل آباد۔ قاری حبیب الرحمن چنیوٹی صدر مدرسہ دارالامین اوکاڑہ)

الجواب بعون الوہاب

ابتدائیہ:

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہر دین کے لیے کوئی پہچان کی چیز ہوتی تھی۔ لیکن دین اسلام کے لیے پہچان کی چیز شرم و حیا کی صفت ہے۔“

(باب الحیاء، مؤطا امام مالک)

اسلام کا مزاج یہ ہے کہ عورت گھر کی ملکہ ہے اسے گھر میں رہنا باعث عزت و شرافت ہے۔ اور بغیر سخت مجبوری کے باہر نہ نکلے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”(اے عورتو) تم اپنے گھروں میں جمی رہو اور نہ نکلو بناؤ سنگھار کر کے زمانہ جاہلیت کی طرح۔“ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۳۳) جبکہ ایک لمبی حدیث میں ہے کہ عورتوں نے گھر سے باہر نکلنے کے بارے میں پوچھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: کہ تم کو ضروری حاجت کے لیے گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت دی گئی ہے۔ حدیث یہ ہے: فقال انه قد اذن لکن ان تخرجن لحاجتک. (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب اباحۃ الخروج للنساء لقضاء حاجة، جلد دوم) اسی طرح دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا عورتوں کا گھر سے باہر نکلنے میں کوئی حصہ (حق) نہیں ہے مگر جب کہ وہ انتہائی مجبور ہوں۔ حدیث یہ ہے:

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ ليس للنساء نصيب في الخروج المضطرة. (اخرجه الطبرانی كما في كنز العمال، ج ۸، ص ۲۶۳) معلوم ہوا کہ عورت کے لیے شریعت کا اصل حکم یہ ہے کہ گھر کے ذریعہ پردہ میں رہے اور اپنی ذات کو اجنبی (غیر محرم) مردوں سے دور رکھے، بغیر ضرورت شدیدہ گھر سے باہر نہ نکلے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورت چھپانے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک میں لگ جاتا ہے (یعنی شیطان برے لوگوں کو عورتوں کی طرف متوجہ کر دیتا ہے)۔ علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان کے حوالہ سے یہی حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ عورت جب تک گھر کے اندر ہوتی ہے تو اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ (الترغیب، ج ۱، ص ۱۳۶) اور باہر نکلنے کی صورت ملاحظہ ہو۔ حضرت نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے۔ ”یعنی گھر سے عورت کا باہر جانا فتنہ سے خالی نہیں ہے۔“ (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۱۲۹)

خوش قسمت عورتیں کون سی ہیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوال فرمایا: ای شئی خیر للمرأة کون سی چیز عورت کے لیے بہتر ہے؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مجلس ختم ہو گئی۔ پھر جب میں گھر گیا تو سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے یہی سوال میں نے کیا۔ انہوں نے جواب دیا: لا یرین الرجال ولا یرونہن ”یعنی عورتوں کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ نہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مردان کو دیکھ سکیں (کہ زیادہ وقت گھر میں گزارہ کریں بغیر سخت مجبوری کے باہر نہ جائیں)۔“ (معارف القرآن، ج ۷، ص ۲۱۶، سورۃ الاحزاب)

جبکہ قرآن کریم میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ (مرد سامنے آجائے تو) اپنی نگاہ نیچی رکھیں۔ (سورۃ نور، آیت ۳۲) اسی طرح مردوں کے لیے قرآن و حدیث میں یہی حکم ہے کہ (عورتیں سامنے آجائیں تو) مردوں کو چاہیے کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں۔ (سورۃ نور، آیت نمبر ۳۱) چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ جس نے کسی اجنبی (غیر

(محرم) عورت کے محاسن کی طرف رغبت و شہوت سے دیکھا تو قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیسہ پگھلا کے ڈالا جائے گا۔

قال عليه السلام من نظر الى محاسن اجنبية عن شهوة صب في عينيه الانك يوم القيمة. (المبسوط للسرخسي، ج ۱۰، ص ۱۵۲)
اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے بد دعا فرمائی ہے کہ اللہ کی لعنت اترے اس شخص پر جو کسی غیر محرم کو دیکھنے والا ہے اور لعنت ہو اس عورت پر جو (بغیر عذر شرعی گھر سے باہر نکل کر) اپنے آپ کو دکھاتی پھرتی ہے۔ (مشکوٰۃ، کتاب النکاح، ص ۲۵۲)

نیز عورت کے لیے مڑین (کڑھائی اور شوخ رنگ والا) برقعہ پہن کر بھی گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ (کیونکہ اس میں لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا گناہ ملے گا اس لیے سادہ برقعہ استعمال کیا جائے)۔ (معارف القرآن، جلد ۶، صفحہ ۴۰۶، سورۃ النور، آیت نمبر ۳۱ کے تحت)

جیسے غیر محرم عورت کو دیکھنا منع ہے اسی طرح کسی مرد کا کسی عورت کو ہاتھ لگانا بھی شرعاً حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہاتھ کا گناہ غیر محرم عورت کو چھونا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے کہ تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی چھو دی جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو ہاتھ لگائے جو اس کے حلال نہیں ہے۔ (طبرانی، بہقی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ سے اچانک عورت پر نظر پڑ جانے کے بارہ میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ (فوراً) نظر پھیر لو۔ (صحیح مسلم)

نظر کی حفاظت پر انعام:

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نظر شیطان کے تیروں میں ایک زہریلا تیر ہے۔ جو شخص میرے ڈر سے اپنی نظر کو (غیر محرم عورت کی طرف دیکھنے سے) بچالے گا تو میں اس کے بدلے میں اس کو ایسا پختہ ایمان عطا کروں گا۔ جس کی لذت وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔ (معارف القرآن، ج ۶، ص ۳۹۹، سورۃ نور)

اصل جواب یہ ہے:

حدیث شریف میں ہے کہ عورتوں پر جمعہ اور عیدین کی نماز شرعاً واجب نہیں ہے۔ (کنز العمال، ج ۱۶، جدید، مشکوٰۃ، ص ۱۲۱) البتہ تراویح کی نماز عورتوں کے لیے مردوں کی طرح سنت مؤکدہ ہے۔ (فتاویٰ شامی، باب التراویح) شریعت اسلامیہ میں عورتوں کو جیسے نماز فرض کی جماعت میں شرکت کے لیے گھر سے نکل کر کسی مسجد یا کسی گھر میں جانا شرعاً جائز نہیں ہے۔ اسی طرح نماز جمعہ و عیدین اور تراویح کی جماعت کے لیے گھر سے باہر نکلنا شرعاً ناجائز ہے۔ نیز گھروں میں عورتوں کے لیے جیسے فرض نماز کی جماعت کروانا شرعاً مکروہ تحریمی ہے اسی طرح تراویح کی جماعت کروانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

وفی الدر المختار: بکرة تحريما جماعة النساء و لو فى التراويح و فى الشامية تحت قوله يكره تحريما صرح به الفتح و البحر افادان الكراهة فى كل ما تشرع فيه جماعة الرجال فرضاً او نفلاً. (فتاوى شامى، ج ۱، ص ۵۶۵، باب الامامة)
یہ مسئلہ تمام فقہ کی کتابوں میں محققین اہلسنت نے لکھا ہے تقریباً ۱۴ کتب کی عربی عبارات نقل کی گئی ہے۔ دیکھیے: فتاویٰ محمودیہ جدید، ج ۶، ص ۴۷۱، طبع جامعہ فاروقیہ کراچی۔

اور جن احادیث میں بعض صحابیات کا جماعت کروانا ثابت ہے وہ ابتدائے اسلام میں جائز تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔ دیکھیے: بدائع الصنائع۔

روى عن عائشة رضى الله عنها انها امت نسوة فى صلوة العصر و امت ام سلمة نساء و يروى فى ذلك الاحاديث لكن تلك كانت فى ابتداء الاسلام ثم نسخت بعد ذلك. (ج ۱، ص ۲۶۲، باب الامامة، بیروت)

چنانچہ ہماری اس بات کی مزید تائید کہ عورت کے لیے عورتوں کی جماعت کروانا ابتدائے اسلام میں تھا بعد میں عورتوں کی جماعت ختم ہو گئی جیسا کہ احادیث

مبارکہ کے مفہوم سے سمجھ آ رہا ہے کہ عورتوں کی جماعت کے بارے میں حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انتہائی ناگواری کا اظہار فرمایا جس سے حضرات محدثین نے عورتوں کے جماعت کے درست نہ ہونے پر دلیل پکڑی ہے۔ دیکھیے امام بخاری کے استاذ محدث عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ..... نے اپنی معروف کتاب ”المصنف لابن ابی شیبہ“ میں پہلے یہ باب باندھا ہے کہ عورت عورتوں کی امامت کروا سکتی ہے۔ جس میں سیدہ ام سلمہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کی امامت والی روایتیں نقل کی ہیں۔ جب کہ اس سے آگے والا باب یہ باندھا کہ عورت کے لیے عورتوں کو جماعت کروانا مکروہ (تحریمی) ہے۔ اس پر پہلے بطور دلیل خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے۔ جس میں عورتوں کو نماز (فرض ہو یا تراویح) کی امامت سے منع کرتے تھے۔ الفاظ یہ ہیں:

قال علی رضی اللہ عنہ لا تؤم المرأة (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۲۹، بیروت) رجالہ کلہم ثقات فالسند صحیح.

(اعلاء السنن، ج ۴، ص ۲۱۵)

پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے عظیم شاگرد محدث حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق نقل کی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کوئی عورت عورتوں کی جماعت کرواتی ہو۔ (یعنی صحابیات اور تابعیات نے عورتوں کی جماعت کروانا بالکل چھوڑ دیا تھا)۔ عبارت یہ ہے:

حدثنا عبدالوہاب بن عطاء عن ابن عون قال کتبت الی نافع اسالہ اتؤم المرأة النساء فقال لا اعلم المرأة تؤم النساء.

(المصنف لابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۸۹، طبع بیروت)

اسی طرح عظیم محدث علامہ ظفر احمد عثمانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے عورتوں کی جماعت کے مکروہ (تحریمی) ہونے پر باقاعدہ باب باندھا ہے۔ (باب کراہۃ جماعت النساء) اور اس کے تحت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: ”عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر نہیں۔“

(اعلاء السنن، ج ۴، ص ۲۱۲)

نیز محققین اہل سنت نے عورت کو فرض اور تراویح وغیرہ میں اونچی قرأت کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔ دیکھیے بہشتی زیور، حصہ گیارہ۔ عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قرأت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرأت کرنا چاہیے۔ (ص ۲۶، فرض نماز کے بعض مسائل کے تحت) اور تفسیر مظہری سورۃ نور آیت نمبر ۳۱ کے تحت ہے کہ عورت نماز میں اگر اونچی آواز سے قرأت کرے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اس کی بنیاد معقول ہے کہ امام کو نماز میں اگر بھول ہو جائے تو اس کو بتانے کے لئے عورت سبحان اللہ نہیں کہہ سکتی۔ بلکہ ہاتھ پر ہاتھ مار کر بھولنے کی اطلاع کرے۔ (صفحہ ۳۳۶، جلد ۸، مترجم)

لہذا عورتوں کو ہر حال میں تراویح کی جماعت سے بچنا واجب ہے۔ مگر حیرت ہے کہ آج کل تو تراویح میں عورت لاؤڈ اسپیکر پر بھی قرآن پڑھتی ہے جبکہ بغیر اسپیکر بھی نماز میں اونچی آواز سے قرأت کرنا شرعاً منع ہے، لہذا جب عورت امام بنے گی فرض یا تراویح میں تو اونچا پڑھنا پڑے گا جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔ اسی طرح عورتوں کا اپنی نماز تراویح کے لیے گھر میں کسی حافظ صاحب کو بلا کر امام بنانا بھی شرعاً سخت منع ہے تفصیل کے لیے دیکھیں بہشتی زیور حصہ نمبر ۶، ص ۵ رمضان شریف کی بعض رسموں کا بیان، کے تحت۔

عورتوں کو اپنے گھروں میں نماز فرض ہو یا تراویح بغیر جماعت پڑھنے کی ترغیب پر چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

حدیث نمبر ۱:

سیدہ ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تمہیں میرے ساتھ نماز پڑھنا محبوب ہے مگر تمہارا اپنے گھر کے کمرے میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنا گھر کے احاطہ میں نماز پڑھنا اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا سے بہتر ہے اور اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں (میرے ساتھ) نماز پڑھنا سے بہتر ہے۔ چنانچہ سیدہ ام حمید رضی اللہ عنہا نے یہ ارشاد سن کر اپنے گھر کے لوگوں کو حکم دیا کہ گھر (کمرہ) کے سب سے آخری

اور تاریک کونے میں ان کے لیے نماز کی جگہ بنادی جائے چنانچہ ان کی ہدایت کے مطابق جگہ بنادی گئی اور وہ اسی جگہ نماز پڑھا کرتی تھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملیں۔
(مسند احمد، ج ۶، ص ۳۷۱، ایضاً فی الترغیب، ج ۱، ص ۱۸۰) اس حدیث کے راوی معتبر ہیں۔ (مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۳۳، ۳۴)

حدیث نمبر ۲:

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورتوں کی سب سے بہترین مسجد ان کے گھر کی گہرائی ہے یعنی گھر کی اندرونی جگہ۔ محدث حاکم فرماتے ہیں اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (الترغیب، ج ۱، ص ۱۸۸، زجاجة المصانح، ج ۱، ص ۱۳۱۳، باب الجماعۃ)

حدیث نمبر ۳:

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عورت چھپانے کی چیز ہے وہ جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے (یعنی لوگوں کے دلوں میں اس کے متعلق برے خیالات اور وسوسے ڈالتا ہے) اور عورت اپنے گھر کے سب سے زیادہ تاریک کمرے میں ہی (نماز پڑھے تو) اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہوتی ہے۔ اس حدیث کے راوی صحیح ہیں۔ (الترغیب والترہیب، ج ۱، ص ۱۸۸، باب الجماعۃ)

حدیث نمبر ۴:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکالتے تھے اور فرماتے کہ اپنے گھروں کو جاؤ یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے (الترغیب، ج ۱، ص ۱۹۰)۔ اس حدیث کے راوی با اعتماد ہیں۔ (مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۳۵)

حدیث نمبر ۵:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورت کی سب سے زیادہ محبوب نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو اس نے بہت ہی تاریک کمرے میں پڑھی ہو (الترغیب والترہیب، ج ۱، ص ۱۸۹) اس لیے عورتیں مسجد کی بجائے گھر میں نماز فرض ہو یا تراویح اکیلے اکیلے پڑھیں اور اللہ سے محبت کا دعویٰ سچا کریں۔

حدیث نمبر ۶:

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا عورت کا اپنے گھر کی اندرونی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا گھر کے کمرہ میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور گھر کے کمرہ میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (اخرجہ ابوداؤد و اخرجہ الحاکم فی المستدرک و ابن خزیمہ فی صحیحہ و فی کنز العمال، ج ۸، ص ۲۵۹، الترغیب، ج ۱، ص ۱۳۵)

نماز عیدین کے لیے بھی عورتوں کا نکلنا منع ہے:

حدیث نمبر ۱:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر کی عورتوں کو نماز عیدین کے لیے گھر سے نہیں نکالتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۱۸۲)

حدیث نمبر ۲:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی عورتوں کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نہیں جانے دیتے تھے۔ (حوالہ بالا)

حدیث نمبر ۳:

سیدنا ابوعبید بن جراح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کا عیدین کی نمازوں کے لیے نکلنا مکروہ ہے۔ (حوالہ بالا)

تفصیلی جائزہ:

جب حضرت نبی کریم ﷺ دنیا سے تشریف لے جا چکے تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حالات میں تبدیلی شروع ہوئی اور عورتوں میں بناؤ سنگھار کا رواج بڑھ گیا، خوشبو لگانے کا مزاج بن گیا، تقویٰ زندگی میں کم ہونا شروع ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کے بڑھتے ہوئے خراب حالات پر قابو پانے کے لیے اپنے دور خلافت میں انہیں مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روک دیا، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مذکورہ فیصلہ کا ذکر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کیا گیا تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا اگر یہ حالات جواب پیدا ہو چکے ہیں (عمدہ لباس پہن کر، خوشبو لگا کر، بے پردگی کرتے ہوئے عورتوں کا مسجد جانا وغیرہ..... حاشیہ بخاری) حضرت نبی کریم ﷺ دیکھ لیتے تو مسجدوں سے عورتوں کو روک دیتے، جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

(صحیح بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۲۰، ابوداؤد شریف، ج ۱، ص ۹۱، باب ماجاء فی خروج النساء الی المساجد)

و فی الطحطاوی علی الدر (قوله لفساد الزمان) و لذا قالت عائشة للنساء حین شکون البہا من عمر لنہیہ لہن عن الخروج الی المساجد لو علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما علم عمر ما اذن لکن فی الخروج.

(باب الامامة، ج ۱، ص ۲۴۵، بیروت۔ عنایہ شرح ہدایہ علی فتح القدیر، ج ۱، ص ۳۶۵، باب الامامة)

قال صاحب العناية: اما فی زماننا لان حضور هن من الجماعات متروك باجماع المتأخرين. (ج ۱، ص ۱۱۴، عنایہ علی الہدایہ) اسی لیے شارح بخاری شریف علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ماحول کے خراب ہونے کی وجہ سے عیدین اور جمعہ وغیرہ کی نمازوں میں بھی شرکت سے عورتوں کو منع پر ہی فتویٰ دیا جائے گا۔ (عینی علی الكنز باب الامامة، فتاویٰ عالمگیری، ج ۱، ص ۵۶، باب الامامة)

رہا یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں عورتیں مسجد اور عید گاہ میں نماز کے لیے آیا کرتی تھیں اس کے چند جواب یہ ہیں۔
(۱) اس بارے میں اوپر کی چند احادیث سے بھی معلوم ہو رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عورتوں کا مسجدوں میں آنا پسند نہیں تھا۔ اسی لئے گھر کی نماز کو آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں اپنے ساتھ نماز ادا کرنے سے بھی اعلیٰ قرار دے کر عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔
(۲) آپ ﷺ کا دور شر اور فتنہ سے امن میں تھا۔ اس لئے حضرت نبی کریم ﷺ نے سختی سے روکا نہیں۔

(۳) علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زمانہ نبوی میں شریعت کے مسائل سیکھنے کی غرض سے عورتوں کو گھروں سے نکلنے کی اجازت تھی اور یہ غرض اب باقی نہیں ہے۔ کیونکہ شریعت کے احکام عام ہو چکے ہیں۔ اس لئے عورتوں کو (اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کی خاطر) گھر کی چار دیواری میں ہی رہنا چاہیے۔

(اشعة اللمعات، ص ۲۳۳، باب الجماعۃ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فتنہ و شر کے خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے عورتوں کو نمازوں میں مردوں کے ساتھ شریک ہونے سے منع کر دیا جس کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پسند فرمایا۔ (فتاویٰ رحیمیہ، ج ۶، ص ۱۶۰) کیونکہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا کہ میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد ان دو آدمیوں کی پیروی کرنا یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۶۸۵، ہذا حدیث حسن)

اس حدیث کی شرح میں علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یقیناً سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت پر عمل کرنا ثواب ہے اور ان کے طریقے کو چھوڑ دینے میں عذاب ہے کیونکہ خود نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اور قیامت تک کے لوگوں کو حکم دیا ہے کہ ان دو کی پیروی کرو۔ (فتاویٰ رحیمیہ، ج ۳، ص ۱۰۱، جدید)

گویا جس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے کا انکار کیا اس نے حضرت نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی کا انکار کیا، لہذا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو حضرات صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم نے تسلیم کر لیا تھا اسی طرح آج کے مسلمان مردوں عورتوں کو حکم رسول ﷺ کی پیروی میں تسلیم کرنا چاہیے۔ انکار کرنا حکم رسول ﷺ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے اور حضرات صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے فہم کی توہین کرنا ہے۔ غور کیجیے! عورتوں کا عید و جمعہ اور جماعت

تراویح کی نماز کے لئے گھروں سے نکلنا، غلط لوگوں کی نظروں کا نشانہ بننے کی وجہ سے فتنے کا سبب ہے۔ اور قرآن و حدیث کے پیش نظر فتنہ حرام ہے جو کام حرام تک پہنچائے وہ بھی شریعت میں حرام ہے۔ دیکھیے! فقہ اسلام کی معتبر کتاب ”بدائع الصنائع“ میں ہے:

ولان خروجهن الى الجماعة سبب الفتنة و الفتنة حرام و ما اذى الى الحرام فهو حرام. (ج ۱، ص ۲۶۲، باب الامامة، بیروت)

اس متفقہ شرعی اصول سے معلوم ہوا کہ عزت و آبرو کی حفاظت کی خاطر ضروری اور غیر ضروری عبادت کے لیے عورت کا نکلنا شریعت میں حرام ٹھہرا۔ لہذا عورتیں اپنے اپنے گھر میں جمعہ کے دن بغیر جماعت ظہر کی نماز پڑھا کریں اور عید کے دن نماز عید سے پہلے ذکر، تلاوت، درود شریف وغیرہ کرتی رہیں جب نماز عید ہو جائے تو بغیر جماعت کے گھر ہی میں شکرانہ کے دو نفل پڑھ سکتی ہیں۔ اسی طرح تراویح کی نماز بھی اپنے اپنے گھر میں بغیر جماعت کے پڑھیں۔ یعنی جس چیز کا شریعت نے ان کو حکم نہیں دیا وہ اس کو اپنے اوپر لازم کیوں سمجھتی ہیں! فافہم و لا تقع فی الوہم!

تاسید مزید

(۱) دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ: ”عورت عورتوں کو جماعت نہ کروائے“

فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۲۸۰ جدید سے سوال و جواب ملاحظہ ہوا!

سوال: اگر عورت حافظ قرآن ہو تو مثل مردوں کے تراویح میں ختم قرآن بصورت امامت اور عورتوں کی جماعت کروانا شرعاً درست ہے یا نہ؟

جواب: (عربی عبارت کے بعد) عورت کا امام بن کر عورتوں کو نماز پڑھانا..... مکروہ تحریمی ہے۔ قرآن کریم یاد رکھنے کی یہ صورت ہو سکتی ہے۔ روزانہ (ایک پارہ) والدہ، والد، بھائی، بہن، شوہر، اولاد کسی کو سنا دیا کرے اور جتنا سنائے اس کو تراویح یا دوسری نماز میں پڑھ لیا کرے اس سے قرآن بھی یاد رہے گا اور نمازوں میں لمبی تلاوت کرنے کی عادت بھی ہو جائے گی اور شرعی حکم (عورت جماعت نہ کروائے) کی خلاف ورزی بھی نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد (مفتی) محمود حسن غفرلہ

(صدر مفتی) دارالعلوم دیوبند

(۲) دارالعلوم کراچی کا فتویٰ: ”تراویح میں شرکت کے لیے عورتوں کا مسجد جانا“

سوال: یہاں عورتوں کا خیال ہے کہ رمضان میں مسجد میں جا کر حافظ صاحب کا تراویح میں قرآن سنیں وہاں پردے کا انتظام ہوگا۔

جواب: عورتوں کا مسجد میں جا کر جماعت میں شریک ہونا مکروہ تحریمی ہے اور اس سے کوئی نماز مستثنیٰ نہیں (فرائض کی نماز ہو یا جمعہ و عیدین یا تراویح کی نماز سب میں عورتوں کے لیے شرکت منع ہے) خاص طور سے مردوں کی تلاوت قرآن سننے کا مقصد موجودہ حالات میں زیادہ تر حسن آواز ہوتا ہے جو اور زیادہ موجب فتنہ ہے۔

و کرہ لهن حضور الجماعة و الفتوى اليوم على الكراهة في كل الصلوة لظهور الفساد. (فتاویٰ عالمگیریہ، ج ۱، ص ۹۳)

(شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی) محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۱۱-۲-۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ (مفتی اعظم پاکستان)

فائدہ:

مرد حضرات مساجد میں بیس رکعت تراویح جماعت کی صورت میں پڑھ کر رمضان کی مبارک راتوں کا ثواب پورا پورا حاصل کریں اور عورتیں اپنی ہمت سے کام لیں اور بیس تراویح اپنے اپنے گھر میں بغیر جماعت کے ادا کریں اور جماعت تراویح کا رواج ختم کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ نیکی برباد گناہ لازم یعنی

رمضان کی مقدس راتوں میں قرآن بھی پڑھیں اور نماز بھی ادا کریں مگر ثواب کی بجائے گناہ ملے۔ اللہ تعالیٰ بغض و عناد سے محفوظ رکھے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب

فقط واللہ يقول الحق وهو يهدي السبيل

فرمائے۔ آمین

حررہ العبد محمد اعظم ہاشمی غفرلہ الغنی

یکم شعبان ۱۴۲۸ھ



تصدیق

محقق العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب مدظلہم

(صدر مفتی جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا)

الجواب بهذا التفصیل صحیح

احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

سند الایمان
مجمع الفقہ
امداد توفیق شیخوہ روضہ
فیصل آباد
0301-7152002